بخل اور اسراف

(از جناب مولوی عبید اللہ صاحب)

(۱) ہم میں ایسے مالدار بھی ہیں جو اپنی سخاوت اور اپنے جود و کرم کی شہرت کے واسطے اپنے مہمان کی دعوت اور خاطر تواضع میں یا اپنے مفت خور یار دوستوں کی تعریف اور خوشامدانہ باتوں سے متاثر ہوکر خوشی کے ساتھ بڑی سے بڑی رقم خرچ کر ڈالتے ہیں۔ یہ یار دوست ان کے خیر خواہ نہیں ہوتے بلکہ خوشامدی ٹٹو ہوتے ہیں جو ان کی جھوٹی تعریف اور خوشامد کرکے اور ہر بات میں خواہ حق ہو یا ناحق ان کی ہاں میں ہاں ملا کر ان کو خوش کیا کرتے ہیں اور بیوقوف بنا کر اپنا اُلو سیدھا کرتے ہیں اور مزے سے عیش کی زندگی گذارتے ہیں۔

لیکن ان خوشامد پسند شہرت طلب مالداروں کے پاس کوئی غریب کسی اچھے اور نیک کام میں مالی امداد طلب کرنے کی غرض سے جاتا ہے تو ان کی سخاوت بخل وامساک سے بدل جاتی ہے اور یہ اس کو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں دیتے اسلئے کہ اس غریب کو نہ چکنی چپڑی باتیں آتی ہیں نہ خوشامد کرنی جانتا ہے اور نہ اس کو دینے سے شہرت اور عزت کی امید ہوتی ہے

(۲) ہماری قوم میں ایسے دولتمند بھی ہیں جو حکام اور افسران کو خوش رکھنے کیلئے ڈالی چڑھانے میں اور خطاب کی ہوس میں ان کی پرتکلف شاندار دعوتوں پر سینکڑوں روپے پانی کی طرح بہا دیتے ہیں اور سرکاری چندوں کیلئے ان کی تھیلیاں خوشی کے ساتھ کھل جاتی ہیں۔ کہ خداوندانِ حکومت کا تقرب اور ان کی خوشنودی ان کی پبلک زندگی کا اہم ترین مقصد ہے لیکن خدا کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے ان کی جیب سے ایک پیسہ بھی نہیں نکلتا اور اس ضروری اور اہم مصرف میں ان پر بخل غالب آجاتا ہے۔

(۳) ہم میں ایسے ذی ثروت بھی ہیں جو نذر لغیر اللہ پوری کرنے کیلئے اپنی ساری جائداد اور اثاثہ فروخت کر ڈالتے ہیں۔ لیکن وہ اس بات کیلئے تیار نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ کی نذر اور اس کے حقوق پورا کرنے کیلئے اس کے دین کی اشاعت کیلئے معمولی اور حقیری قربانی بھی کریں۔

(۴) ہم میں ایسے روپے والے بھی ہیں جن کی ہمیانیاں اور تجوریاں مانگنے والے پیشہ ور سائلین کے لئے کھلی ہوئی رہتی ہیں اور وہ ان کو بلا تامل دیدیا کرتے ہیں درآنحالیکہ ان کے اپنے خاندان میں ایسے عزیز اور قرابتمند ہوتے ہیں جو نان شبینہ تک کے محتاج ہوتے ہیں جو کئی کئی وقت فاقے سے گذار دیتے ہیں اور غیرت وشرم سے کسی کے سامنے اپنی حاجت ظاہر نہیں کرتے لیکن ان مالداروں کو اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ اپنے عزیزوں کی خبرگیری کریں اور سب سے پہلے ان کے حقوق ادا کریں۔

(۵) ہم میں ایسے سرمایہ دار بھی ہیں جو رات دن عیش پرستی ہوس رانی میں منہمک ہیں دنیا کی لذتوں اور آسائشوں سے متمتع ہونا ہی زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں سینما تاکیز اور اس قسم کی دوسری ناجائز تفریحات پر بے دریغ اپنی دولت خرچ کرتے ہیں لیکن ان کو اپنے مفلوک الحال بھائیوں کی فلاکت خستہ حالی کا احساس تک نہیں ہوتا اپنی آنکھوں سے مصیبت زدہ

مسلمانوں کو دیکھتے ہیں جن کے بدن پر بعض دفعہ ستر پوشی کیلئے بھی کپڑا نہیں ہوتا جن کی عورتیں بعض مرتبہ فقر و فاقے سے تنگ آکر چند ٹکوں کی خاطر اپنی عفت و عصمت فروخت ۔ ۔ ۔ ۔ کرنے پر آمادہ ہوجاتی ہیں جن کے بچے بھوک سے بلکتے ہوتے ہیں اور گرمی سردی سے بچنے کیلئے چند چیتھڑوں کے بھی محتاج ہوتے ہیں۔ غرض یہ کہ ہمیشہ آرام و راحت میں زندگی گذرنے کے باعث سرمایہ داروں کے دل ان غربا کے دلخراش اور زہرہ گداز حالات سے ذرا بھی نہیں پسیجتے اور نہ ان کے دلوں میں ان پر رحم و شفقت کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کسی نے سچ کہا ہے ؎

خفتہ بر سنجاب شاہی نازنینے را چہ غم ۔۔۔ گر ز خار و خارہ سازد بستر و بالیں غریب

(۶) ہم میں ایسے اغنیا بھی ہیں جو علماء سوء کے آلہ کار بنکر مخالفین کی پگڑی اچھالنے کیلئے پوسٹر اور اشتہار بازی میں اور سوقیانہ مغلظ گالیوں سے لت پت چیتھڑوں کے ذریعہ فضا مکدر کرنے میں بے دھڑک روپے خرچ کرتے ہیں۔ لیکن ان آنکھ کے اندھوں گانٹھ کے پوروں سے اگر کوئی بندۂ خدا یہ کہتا ہے کہ یہ روپے کسی فعال انجمن یا کسی لائق اسلامی ادارے کو دیدو یا غیر مسلموں میں تبلیغ اور اشاعت اسلام پر خرچ کرو تو کمال بے حیائی سے یہ کہدیتے ہیں کہ اسوقت اسلام کی سب سے بڑی خدمت وہ ہے جو ہم انجام دے رہے ہیں غرض یہ کہ ان کے نزدیک دولت کا ایک مصرف یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی اختلاف کو ہمیشہ برابر ابھارا رکھیں اور کبھی ان کو متحد نہ ہونے دیں۔

(۷) ہم میں ایسے سرمایہ دار بھی ہیں جو شادی بیاہ اور دوسری تقریبات کے موقع پر شریعت کے خلاف رسم و رواج کی تقلید میں نام و نمود اور شہرت کیلئے اپنی حیثیت سے زیادہ بلکہ بسا اوقات ہندو ساہوکاروں اور بنیوں سے سودی قرض لیکر ہزار ہا روپے پھونکدیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی زمینداری اور جائداد سود در سود کے چکر میں پھنسکر ہندو بنیوں کی توند میں چلی جاتی ہے اور وہ مفلس اور قلاش ہوجاتے ہیں افسوس ہے ان زمینداروں اور سرمایہ داروں پر جو دوسروں کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں اور ان کے سامنے تباہی کے اسباب و بواعث بھی کھلے ہوئے ہوتے ہیں مگر عبرت نہیں حاصل کرتے۔ ان مالداروں کو اگر کفایت شعاری کی تلقین کی جائے سادگی کے ساتھ تقریب انجام دینے کی رائے دی جائے سودی قرضہ کے نتائج بد سے متنبہ کیا جائے اور اس خوشی اور تقریب کے موقع پر غربا و مساکین کے ساتھ سلوک اور اسلامی اداروں کی امداد کا مشورہ دیا جائے تو برادری کے رسم و رواج کے خلاف تقریب انجام دینے کو اپنی شان اور عزت کے خلاف سمجھتے ہوئے ان مشوروں کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے وہ سمجھتے ہیں کہ ایسا کرنے سے ہماری ناک کٹ جائیگی۔

مسلمان دولتمندوں کے بخل و امساک اور اسراف و تبذیر کی یہ چند صورتیں ہیں اگر آپ غور کریں تو ایسی ہی اور بہت سی مثالیں ملیں گی جو مسلمانوں کے لئے انتہائی ننگ و عار کا باعث ہیں اور جو ایک مسلمان کی شان سے بہت بعید ہیں۔ افسوس وہ اس حقیقت پر غور نہیں کرتے کہ مال و دولت کے خرچ کرنے میں ان کی یہ بے راہ روی خود ان کی قوم اور ملت کی کمزوری اور ضعف کا باعث اور ان کی اجتماعی قوت کے زوال کا سبب ہو رہی ہے خدا جانے وہ کب اپنی دولت کا صحیح اور جائز مصرف معلوم کریں گے اور اپنے دامن کو بخل و اسراف کے بدنما داغ اور دھبے سے کب پاک کرینگے۔

سطور بالا کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تمام مسلمان دولتمندوں کی یہی حالت ہے اور سب اس مرض میں مبتلا ہیں خدا کا شکر ہے ہم میں ایسے سمجھدار روپے والے بھی ہیں جن کو اپنی دولت کے ضروری اور جائز مصارف کا پورا علم اور صحیح احساس ہے وہ فضول خرچی اور اسراف سے دور رہتے ہیں اور ضرورت کی جگہ خرچ کرنے میں تامل نہیں کرتے ایسے لوگ دوسرے دولتمندوں کیلئے اسوہ اور نمونہ عمل ہیں۔ ایک مشہور مصری اہل قلم اپنا چشمدید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ

ایک دفعہ میرے عزیز دوست نے مجھ سے کہا میرے یہاں ایک تقریب ہے میں نے اپنے تیس دوستوں کی دعوت کی ہے آپ بھی ضرور تشریف لائیں آپ کی شرکت میری غیر معمولی خوشی کا باعث ہوگی میں نے منظور کر لیا۔ جب معین تاریخ پر تمام احباب اس کے مکان پر جمع ہو گئے اور کھانے کا وقت قریب آیا تو اس نے نہایت موثر انداز میں اپنے دوستوں کو مخاطب کرکے کہا آپ سب حضرات کا خیال ہوگا کہ آج کی دعوت میں مختلف قسم کے بہترین کھانوں سے میں آپ لوگوں کی خاطر و مدارات کرونگا۔ میرا بھی یہی خیال تھا اسی لیئے میں نے اس دعوت کے خرچ کا تخمینہ پچھتر روپے کیا تھا مگر آپ لوگوں سے معافی چاہتا ہوا عرض گذار ہوں کہ اللہ کا شکر ہے آپ سب حضرات خوش حال اور کھانے پینے سے آسودہ ہیں خدا نے آپ کو بہتر سے بہتر اور لذیذ سے لذیذ کھانوں کے اسباب فراہم اور مہیا کر دیئے ہیں۔ مختلف النوع اور لذیذ کھانے ہمیشہ آپ کے دستر خوان پر موجود رہتے ہوں گے اسلئے میرا یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ آج کی دعوت میں ہم کسی پر تکلف کھانے کی سچی طلب اور خواہش نہیں رکھتے پس میں آج آپ کو ایک سادہ اور کم خرچ بالانشین کھانا کھلاؤں گا باقی تخمینہ کے پچھتر روپے تو میں نے حکم دیا ہے کہ وہ میرے محلہ کے غربا مساکین بیواؤں اور یتیموں کو تقسیم کر دیئے جائیں اس کے بعد میرے میزبان دوست نے کھانے کیلئے دودھ چاول منگوائے تمام حاضرین میزبان کی تقریر سے بہت زیادہ متاثر اور محظوظ ہوئے اور اس کے جذبہ خدمت خلق پر خوشی ظاہر کی۔ پھر خوب مزہ لے لیکر دودھ اور چاول کھایا جو ایسی تقریب میں رسم و رواج کے خلاف بالکل ایک انوکھی چیز تھی۔ مسلمان سرمایہ دار دا کیا یہ واقعہ ہمارے لئے سبق آموز نہیں ہے۔ خدا کے لئے سوچو اور اپنی حالت درست کرو دولت خرچ کرنے کے مواقع پہچانو غریبوں اور کمزوروں کے حقوق سے بے اعتنائی نہ برتو۔

اس میں شک نہیں کہ اسلام سرمایہ داری کا مخالف نہیں ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسلام مطلق العنان سرمایہ داری کا حامی ہے اسلام اسی سرمایہ داری کا مؤید اور مجیز ہے جس کے ابوبکرؓ و عثمانؓ حامل تھے جو زمانہ خیر القرون میں پائی جاتی تھی اور جس کے ذریعہ حقوق اللہ اور حقوق العباد پایہ تکمیل کو پہنچیں جس کی بنا انسانیت اور انسانی ہمدردی پر ہو اسلام اس سرمایہ داری کی اجازت نہیں دیتا جس کی بنا ظلم و غصب پر ہو جو کسانوں مزدوروں غریبوں کا خون چوس کر جمع کی جائے اور جس کے ذریعہ اللہ کی بھوکی اور ننگی مخلوق کی خبر گیری نہ کی جائے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام نے دولت جمع کرنے کے جو طریقے اور ذرائع اور اس کے خرچ کرنے کے جو مصارف بتلائے ہیں اگر اس پر عمل کیا جائے تو کسی کو کسی سے شکایت نہیں ہوگی۔ اور ساری مخلوق چین سے زندگی گذار سکتی ہے۔ ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر دنیا اسلام کی تعلیم پر عامل ہوتی تو آج دنیا میں سوشلزم یا کمیونزم کا وجود نہیں ہوتا۔